میں (۶) علامہ اقبال نے ۱۹۳۳ء میں قادیانیت کے خلاف مضامین کیوں نہ لکھے۔(۷) کیا علامہ اقبال نے قادیانیت کے خلاف اس لیے مضامین لکھے کہ وہ وائسرائے ہند کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر نہ بن سکے۔(۸) قادیانیت کے حقیقی خدوخال (۹) علامہ اقبال کے بیان پر قادیانی جرائد کے تبصرے اور پنڈت نہرو کے خطوط ''الفضل'' کا اداریہ (۱۰) علامہ اقبال کے آخری دو سال (۱۱) سر ظفر اللہ کی آئینی سکیم ۱۹۴۰ء (۱۲) قادیانیت سٹیٹ کا خواب

ڈاکٹر سفیر اختر کی رائے توجہ طلب ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ جناب بشیر احمد کی زیرنظر کاوش سے شیخ عبدالماجد کے ہم عقیدہ دوست مطمئن ہوجائیں گے اور وہ احمدی تحریک کے بارے میں علامہ اقبال کی آخری رائے ہی کو ان کی اصل مان لیں گے۔ تاہم غیر جانبدار قاری پر یہ بات ضرور واضح ہوجائے گی کہ احمدی قلم کار، علامہ اقبال کی ۳۶۔۱۹۳۵ء کی تحریروں کو کیوں بھلا نہیں سکتے؟''

میرا خیال ہے کہ یہ کتاب شیخ عبدالماجد کے کسی ہم خیال کو مطمئن کرے یا نہ کرے، اقبال کا مطالعہ کرنے والوں کے لیے یقیناً مفید ثابت ہوگی۔ اسے اقبال کے عقیدے کی ایک مختصر تاریخ بھی کہا جاسکتا ہے۔ یہ کتاب اقبال کے حوالے سے پیدا کیے گئے خدشات کو دور کرتی ہے۔ (تبصرہ: جاوید اختر بھٹی)

- کتاب: سلطان نورالدین محمود زنگی　　مؤلف: طالب الہاشمی

ضخامت: ۲۹۶ صفحات　قیمت: ۱۵۰ روپے　　ناشر: طہٰ پبلی کیشنز، ملک جلال الدین بلڈنگ چوک اردو بازار لاہور

آج مسلمانوں کو صلیبی جنگوں کا سامنا ہے۔ صلیبی ایک بار پھر صدیوں کی محنت کے بعد تیار ہوکر آئے ہیں۔ اس بار مسلمانوں پر سخت امتحان کا وقت ہے۔ چھٹی صدی ہجری کے ایک مجاہدِ اعظم سلطان نورالدین زنگی پر طالب الہاشمی صاحب کی کتاب شائع ہوئی ہے۔ عہدِ رفتہ میں ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کتاب کا بغور مطالعہ کیا جائے تا کہ آج مسلمانوں کو جن صلیبی جنگوں کا سامنا ہے۔ اس کے ماضی کو ایک نظر دیکھ سکیں۔ جس میں مسلمانوں کو ان کے ارادے اور ایمان کی وجہ سے فتح نصیب ہوئی تھی۔

نورالدین محمود ۱۳ رشوال ۵۱۱ھ یک شنبہ کو طلوعِ آفتاب کے وقت پیدا ہوئے۔ بعض مؤرخوں نے ان کی جائے پیدائش موصل لکھی ہے۔ ان کی والدہ والی موصل کے فرزند ناصرالدین کی بیٹی تھیں۔ نورالدین جب چار برس اور چار مہینے کے ہوئے تو انھیں مکتب میں بٹھا دیا گیا۔ جب وہ سولہ برس کے ہوئے تو انھیں قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ، اصول، معانی، ادب اور مناظرہ پر پوری دسترس حاصل ہوچکی تھی۔ وہ بہت تھوڑے عرصہ میں نہ صرف شمشیر زنی، نیزہ بازی اور تیراندازی میں طاق ہوگئے بلکہ انھوں نے سپاہیانہ فنون میں مکمل مہارت حاصل کرلی تھی۔ نورالدین کو ان کے والد اکثر لڑائیوں میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ قلعہ جعبر کے محاصرے کے دوران میں جب عمادالدین شہید ہوئے تو اس وقت نورالدین کی عمر تیس برس تھی۔ والد کی وفات کے بعد انھوں نے نظامِ حکومت سنبھالا۔

یہ کتاب اس لیے بھی اہم ہے کہ اس میں سلطان نورالدین زنگی اور ان کے والد عمادالدین زنگی کے حالاتِ زندگی اور اہم واقعات اور نظامِ حکومت کے ساتھ ساتھ صلیبی جنگوں کا تفصیلی جائزہ بھی ہے۔ اس طرح یہ کتاب مسلمانوں کی تاریخ کے ایک دور کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ جس کے اثرات آج تک موجود ہیں۔ تاریخ اسلام میں نورالدین زنگی ایک ناقابل فراموش